عِلمُ المُناظرہ

مناظر اسلام شیخ القرآن علامہ محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ

مکتبہ اُویسیہ رضویہ

سیرانی روڈ
بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ

علم المناظرہ

تصنیف

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

زیر نگرانی

قاری غلام عباس نقشبندی موتی مسجد نوشہرہ درکالہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ
بہاول پور (پاکستان)

مدحت فیضِ احمد کی

حضرت صاحب تصانیف کثیرہ استاذ الاساتذہ مفسر قرآن
علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ

از خلیل احمد خلیل فریدی (رحیم یارخان)

زباں کیسے کرے گفتار مدحت فیضِ احمد کی
ستونِ دینِ احمد ہے امامت فیضِ احمد کی

تصانیف کثیرہ ہے کتابیں لکھیں پندرہ سو
تعصب برطرف دیکھو یہ محنت فیضِ احمد کی

کیا تفسیر روح البیان کا اردو میں ترجمہ
مکمل تیس پارے ہیں یہ ہمت فیضِ احمد کی

اکیلا بھی مذاہب باطلہ پر حاوی ہو بیٹھا
محض درویش سادہ لوح طبیعت فیضِ احمد کی

جھگڑتے آتے ہیں بر سو ہے بس دشمنانِ دیں
قدم ہلنے نہیں پاتے عزیمت فیضِ احمد کی

عمر میں فیضِ احمد دینِ احمد کو نہیں بھولے
مگر دیں بھی نہیں بھولے گا خدمت فیضِ احمد کی

عجب خوشبوئیں آتی ہیں مفسر کی محدث کی
میں جب بھی دیکھتا ہوں بس نبت ذہا فیضِ احمد کی

سنو لوگو بہاولپور چراغِ علم روشن ہے
ہے درس گاہ عظیم الشان عمارت فیضِ احمد کی

ماہِ رمضان روضہ پاک کی چھاؤں میں رہتے ہیں
مجھے تو اس لئے ہے بس محبت فیضِ احمد کی

خلیل اپنا ہے گھر مذکور جامعہ کی حدود اندر
روزانہ ہو ہی جاتی ہے زیارت فیضِ احمد کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن

مقدمہ

امابعد:۔ دورِ حاضرہ میں مجادلہ کا نام مناظرہ سمجھا جا رہا ہے۔ فقیر اس فن کے قواعد عرض کرتا ہے تاکہ فن بدنام نہ ہو۔

تعریف: المناظرۃ علم یُبحث فیہ عن احوال البحث۔

(الہدایہ المختاریہ)

مناظرہ وہ علم ہے جس میں بحث کے احوال میں گفتگو کی جاتی ہے۔

موضوع:۔ الادلہ من حیث انہا تثبت المدعی علی الغیر (ایضاً)

اس کا موضوع دلائل ہیں اس حیثیت سے کہ وہ غیر پر مدعی ثابت کریں گے۔

غرض:۔ صیانۃ الذہن عن الخطاء فی الوصول الی المطلوب

ذہن کو خطا فی الوصول الی المطلوب سے بچانا۔ (ایضاً)

فائدہ مناظرہ رشیدیہ میں علم المناظرہ کی تعریف یوں بیان کی ہے۔ توجہ المتخاصمین فی النسبۃ بین الشیئین اظہاراً للصواب " دو جھگڑنے والوں کا دو چیزوں کی نسبت میں صواب کے اظہار کے لیے متوجہ ہونا مثلاً ایک کہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بعطائے خدا تعالیٰ علمِ غیب ہے دوسرا کہے نہیں پہلی تعریف اس کے منافی نہیں اس لیے کہ وہ مجمل ہے اور یہ مفصل۔

ہی المنازعۃ لا لاظہار الصواب بل لالزام الخصم

(شریفیہ)

نے بیان فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نائب اعظم و خلیفہ اول ہیں لہٰذا آپ میں وہ جملہ
کمالات ماننے پڑیں گے جو کسی ایک نائب اعلیٰ نائب و خلیفہ اعظم کے لیے ماننے چاہئیں
ان کا انکار سب سے پہلے ابلیس نے ہوا اگر اب بھی کوئی منکر ہے تو وہ جانے اور اس کا
کام جانے۔

علت ما یحتاج الیہ الشئی فی ماھیتہ (شریفیہ)
شے کا اپنی ماہیت میں کسی کا محتاج ہو کہ اس کے بغیر شے کے
وجود کا تصور نہ ہو سکے جیسے قیام، رکوع، سجود، قعدہ اخیرہ وغیرہ نماز کے لیے یا یوں کہو
جیسے کائنات کے وجود کے لیے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس
کہ آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

ملازمہ (تلازم۔ استلزام) ھو کون الحکم مقتضیا الآخر
ایک حکم کا دوسرے حکم کا مقتضی ہونا کہ جب پہلا موجود ہو تو
دوسرے کا پایا جانا ضروری ہو جیسے سورج کا طلوع دن کے موجود ہونے کو مستلزم ہے پہلے
کو مقتضیٰ (اسم فاعل) دوسرے کو مقتضیٰ (اسم مفعول) کہا جاتا ہے (رشیدیہ) لیکن مناظرہ
کی اصطلاح میں مقتضیٰ (اسم فاعل) کو ملازم اور مقتضیٰ (اسم مفعول) کو لازم کہتے ہیں (رشیدیہ)

منع طلب الدلیل علی مقدمہ معینۃ (شریفیہ)
مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنا اس طلب کا نام مناقضہ اور
نقض تفصیلی بھی ہے۔

مقدمہ ما یتوقف علیہ صحۃ الدلیل (شریفیہ)
وہ جس پر دلیل کی صحت موقوف ہو۔

سند/مستند ما یذکر لتقویۃ المنع (شریفیہ)
وہ جو منع کی تقویت کے لیے مذکور ہو یہ دو قسم ہے
صحیح اور فاسد (رشیدیہ)

نقض ابطال الدلیل (شریفیہ) دلائل کو باطل کرنا یعنی معلل نے
جس کو دلیل بنایا ہے کسی ایسے شاہد سے تمسک کرنا جو دلالت

کرتا ہو کہ جسے مخالف (معلل) نے دلیل بنایا ہے وہ استدلال کے لائق نہیں جیسے علم غیب
نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے منکر نے آیت "وما ادری ما یفعل بی
ولا بکم (پ ۲۶)
مجھے کیا معلوم کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا"[1] ہم نے اس کا یوں نقض کیا کہ
یہ آیت منسوخ ہے۔[2] یا اس نے حضور علیہ السلام کے دیوار سے پیچھے کی لاعلمی پر حدیث
لا اعلم من وراء الجدار (مجھے دیوار کے پیچھے کا کیا علم) معاذ اللہ۔ سے استدلال
کیا (براہین قاطعہ) ہم نے اس کا نقض کیا کہ یہ حدیث لا اصل لہ (مدارج النبوۃ) اس
حدیث کی کوئی اصل نہیں موضوع اور منگھڑت ہے۔

شاہد ما یدل علی فساد الدلیل (شریفیہ) جو فساد دلیل پر دلالت
کرے جیسے اوپر مذکور ہوا۔

معارضہ اقامۃ الدلیل علی خلاف ما اقام الدلیل
علیہ الخصم (شریفیہ)
جس دعویٰ پر بالمقابل نے دلیل قائم کی ہے اس کے خلاف اسی کو اپنی دلیل قائم کرنا
(اگرچہ وہ فی نفسہ صحیح ہو یا نہ) مثلاً احناف رحمہم اللہ نے فرمایا کہ سر کا مسح رکن ہے
اور رکن میں اقل ما یطلق علیہ اسم المسح کافی نہ ہوگا یعنی جیسے
منہ کا دھونا رکن ہے تو وہ سارا دھونا فرض ہے تو مسح میں ادنیٰ درجہ جائز کیوں اس پر شوافع
رحمہم اللہ نے معارضہ فرمایا کہ کل سر کا مسح رکن ہے تم نے چوتھائی سر کے مسح کو کیوں جائز رکھا
حالانکہ یہ بھی چہرہ کی طرح سالم سر کا مسح ہونا چاہیے (فائدہ) شوافع کا یہ معارضہ صحیح نہیں
اس لیے کہ ہم نے چوتھائی کی قید لفظ مسح سے لگائی ہے کہ مسح (ہاتھ لگانا کی) چوتھائی
بنتا ہے (یہاں یہ بحث مطلوب نہیں تفصیل دیکھئے اصول فقہ میں۔

---

[1] براہین قاطعہ ۱۲ [2] رسالہ ناسخ و منسوخ ابن حزم و حاشیہ جلالین و جملہ التفاسیر

---

[3] شیر اہلسنت مولانا حشمت علی خاں رحمۃ اللہ علیہ اکثر مخالفین کو اسی قاعدہ سے ذلیل کرتے۔ اویسی

توجیہ ان یوجہ المناظر کلامہ منعا او نقضا او معارضۃ الی کلام الخصم (شریفیہ) بالمقابل کی گفتگو پر مناظر کا اپنی گفتگو کو منع یا نقض یا معارضہ کے طور متوجہ کرنا۔

غصب اخذ منصب الغیر (شریفیہ) کے کسی دوسرے کا منصب غصب کرنا یہ عمل اچھا نہیں لیکن بعض مقامات پر ضروری بھی ہو جاتا ہے۔ (رشیدیہ)

المصادر علی المطلوب مدعی کے دعویٰ کو اپنی دلیل بنا کر پیش کرنا۔

باب ۱

بحث (مناظرہ) کے تین اجزاء ہوتے ہیں۔

1- مبادی تعیین المدعی (شریفیہ) مدعا و موضوع مقرر متعین کرنا۔ کیونکہ جب موضوع ہی متعین نہ ہو تو مناظرہ کس بات کا (آج کل یہ خرابی عام ہے مثلاً ایک علم غیب کا اثبات کرتا ہے تو دوسرا نفی لیکن یہ نہیں متعین کر لیا جاتا کہ علم غیب سے کیا مراد ہے ذاتی۔ عطائی اسی لیے ابحاث عوام کے اذہان میں الجھی رہتی ہیں ایسے ہی حاضر و ناظر کا اثبات و نفی کا حال ہے منکر ہر دلیل جسمانیت کی نفی قائم

ے محدث اعظم پاکستان و ہند علامہ محمد سردار احمد قدس سرہ عموماً اسی قاعدہ پر ذیل فرماتے ہیں۔ اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ احمد آباد (انڈیا) میں ڈی سی کی موجودگی میں تین مولوی دیوبندی مناظرہ میں آئے علم غیب پر مناظرہ طے پایا میں نے کہا تم اپنا عقیدہ لکھ کر دو میں اپنا عقیدہ لکھ کر دوں پھر گفتگو ہو گی ڈی سی نے اس کی تائید کی میں نے ایک منٹ میں اپنا عقیدہ لکھ کر میز پر رکھ دیا وہ تینوں ایک گھنٹے سے مشورہ کرتے رہے کہ کیا لکھا جائے میں نے کہا جو اپنا عقیدہ اب مشورہ کر کے لکھیں گے وہ مناظرہ کیا کریں گے کیونکہ عقائد تو بنیادی اصول ہیں یہ پہلے سے ہی محفوظ ہیں اس پر ڈی سی نے ان مولویوں کو ڈانٹا اور مناظرہ میرے نام کامیاب ہوا۔

کرتا ہے مثلاً حضور علیہ السلام معراج پر تشریف لے گئے تو مکہ معظمہ میں نہ تھے بیت المقدس سے اوپر گئے تو بیت المقدس خالی وغیرہ وغیرہ ایسے ہی نور بشر کا مسئلہ ہے منکر کا زور صرف اسی پر ہے کہ حضور علیہ السلام نور نہیں اور نور سے اس کی مراد ایک علیحدہ جنس جیسے روشنی وغیرہ اور نور اگر مراد ہوں تو صرف نور ہدایت وغیرہ وغیرہ اور میرا تجربہ ہے کہ مخالفین کو سرے سے آج تک اپنے عقائد و مسائل کا تعین سمجھ آیا ہی نہیں آزمائیے علم غیب حاضر و ناظر نور و بشر اور بدعت وغیرہ وغیرہ

اوساط دلائل (شریفیہ)

مقاطع ہی المقدمات التی ینتہی البحث الیہا من الضروریات والظنیات المسلمۃ عند الخصم (شریفیہ) وہ مقدمات جہاں بحث (مناظرہ) پہنچے۔ ضروریات ظنیت جو بالمقابل کو مسلم ہیں جیسے دور تسلسل اور اجتماع النقیضین وارتفاعہما وغیرہ وغیرہ اس لیے کہ جب بحث مقدمات ضروریہ یا ظنیہ جو بالمقابل کو مسلم ہیں تک پہنچیں گی تو بحث ختم مثلاً ہم کہتے ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور بھی ہیں اور بے مثل بشر بھی ہمارے حریف صرف بشر بشر کی رٹ لگاتے ہیں ہم مسلمہ مقدمہ پیش کرتے ہیں کہ جب بشریت نہ تھی لیکن حضور علیہ السلام تھے جیسا کہ ترمذی میں ہے "کنت نبیاً وآدم لمنجدل فی طینتہ" میں نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی اپنے گارے میں تھے، اس مقدمہ کے بعد ہمارے بالمقابل کے پاس کوئی جواب نہیں۔

فائدہ رشیدیہ میں ہے کہ مناظرہ میں سائل بالمقابل کو مطالبہ ضروری ہے کہ مدعی اپنے مدعی کے مفردات علیحدہ علیحدہ بتلائے اور بحث (موضوع) کا تعین کرے اور اس کے دیگر احوال سے اس کا امتیاز بیان کرے مثلاً مدعی (حنفی) کا دعویٰ ہے کہ وضو میں نیت شرط نہیں تو اب سائل (بالمقابل شافعی) مدعی (حنفی) سے پوچھے نیت و شرط اور وضو کیا ہے اب مدعی بیان کرے گا۔ امتثال امر الٰہی کے قصد کا

نام نیت ہے اور شرط ایک امر خارج ہے جس پر شے موقوف ہے لیکن وہ اس میں موثر نہیں اور وضو میں اعضاء ثلاثہ کا دھونا اور سر کا مسح ہے۔ پھر سائل (بالمقابل شافعی) سوال کرے۔ کہ عدم النیۃ کس کا مذہب اور کیسا قول ہے مدعی (معلل) کہے گا کہ یہ سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ اس کے خلاف ہیں کیونکہ ان کے نزدیک وضو میں نیت شرط ہے (کتب فقہ)

بے اصول مناظرے آج کسی بھی مناظرہ میں ایسا اصول نظر نہ آئے گا بلکہ میرا تجربہ ہے کہ سائل (بالمقابل) کو اس کا تصور تو بڑی بات ہے اسے اس کا علم تک بھی نہیں ہے آزما کر دیکھئے مثلاً ہم نے دعوی کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر اور بے مثل بشر اور نور ہیں آپ کو علم کلی ہے۔ ہمارے اس دعوے کے بعد سائل (بالمقابل) کا فرض ہے کہ وہ سوال کرے (پوچھے) جیسے ہم نے مناظرہ رشیدیہ کے حوالے سے تفصیل لکھی ہے۔

بحث اوّل

طریق البحث وترتیبہ (شریفیہ) بحث کا طریقہ اور تقدیم وتاخیر میں ترتیب (رشیدیہ) یعنی مدعی وسائل کو اثنائے مناظرہ میں تقدیم وتاخیر کا لحاظ ضروری ہے یعنی دعوی کے بعد اگر بالمقابل تصحیح نقل کا مطالبہ کرے تو مدعی پر لازم ہے کہ وہ تصحیح نقل (حوالہ) پیش کرے مثلاً مدعی (حنفی) نے دعوی کیا کہ سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک وضو میں نیت شرط نہیں اس پر سائل (بالمقابل شافعی مذہب) نیت و شرط اور وضو کیا ہیں اور یہ جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب بتایا ہے تم نے کہاں سے نقل کیا اس کے جواب میں مدعی کو صرف کہہ دینا کافی ہے کہ وہ کہے۔ قد صرح بہ فی الھدایہ (فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں اس کی تصریح ہے۔

دھوکہ باز مناظر یہ دور سابق کے مناظرہ کے متعلق ہے لیکن صدیوں بعد طریقہ تبدیل ہو گیا مناظرہ رشیدیہ میں لکھا کہ

لکن فی زماننا لما نشأ الکذب والمجادلۃ والمکابرۃ لا یکفی ھذا القول بل لابد من ان یری ما نقلہ ھ	لیکن ہمارے زمانہ میں چونکہ کذب مجادلہ اور مکابرہ پیدا ہو گیا فلہذا ضروری ہے حوالہ دکھایا جائے۔

چودھویں اور پندرھویں صدی کا مناظر ان صدیوں میں مناظرہ کے تمام اصول کو بری طرح پامال کر دیا گیا ہے اس لیے کہ اب مدعی کے دعوی پر اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے حوالہ جات کو تو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جاتا ہے اور براہ راست قرآن وحدیث کی تصریح کا مطالبہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ مباحات تک قرآن وحدیث کی تصریح ضروری قرار دی گئی ہے مثلاً اذان سے پہلے یا بعد کو کسی نے درود شریف پڑھ دیا کہ مخالف چونکا کہ قرآن وحدیث میں کہاں ہے اگر قرآن کا مطلق وعام حکم "صلوا علیہ وسلموا" پڑھو تو کہتے ہیں یہاں اذان کیلئے کہاں ہے وغیرہ حالانکہ سیدھی سی بات تھی کہ اس مسئلہ کا حوالہ طلب کیا جاتا اور مدعی (طحطاوی۔ فتاوی کبری، تاریخ الخلفاء للسیوطی وغیرہ وغیرہ) پیش کر دیتا بات ختم ہو جاتی ایسے ہی جملہ اختلافی مسائل کا حال ہے کہ احادیث مبارکہ کی تصریحات اور آیات سے تیرھویں صدی کا حال ہے چودھویں کا حال اس سے زبوں تر رہا مولانا حشمت علی خان رحمہ اللہ کا مناظرہ شاہجہان پوری دیوبندی سے ہو رہا تھا اس نے حوالہ دیا جو اس کا خانہ ساز تھا جو اس نے ایک کاغذ پر لکھ کر کتاب سامنے رکھ کر پڑھ رہا تھا۔ مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے حوالہ دیکھنے کا مطالبہ کیا تو صدر مناظرہ نے کتاب ہاتھ میں لی تو وہ کاغذ گر پڑا اور ہوا میں گردش کر رہا تھا مولانا حشمت علی نے ازراہ لطیفہ فرمایا تیرا حوالہ وہ اڑا جا رہا ہے۔

مبارکہ کی توضیحات پر اپنی بات منوائی جاتی ہے یا احادیث مبارکہ کو ضعیف اور موضوع کہہ کر ٹھکرایا جاتا ہے اگرچہ وہ فی الواقع ضعیف یا موضوع نہ ہوں۔

قاعدہ جب مدعی اپنے دعویٰ کی دلیل مع سند یا بلا سند قائم کرے تو لے سند سے توڑا جائے اور اس کی سند کے متساوی ہو یا اس کی دلیل مقدمہ ممنوعہ سے توڑی جائے ساتھ ہی اس سے متعرض ہو کر جس سے اس نے تمسک کیا ہے (شریفیہ)

قاعدہ دلیل پر دو وجہوں سے نقض وارد کیا جاتا ہے اگر وہ قابل نقض ہو ۱۔ تخلف ۲۔ لزوم المحال مثلاً بالمقابل جواب میں کہے کہ یہ دلیل صحیح نہیں اس لیے کہ یہ اس صورت میں مدلول کے خلاف ہے یا یہ کہ اگر مدلول ثابت ہو جائے تو اجتماع النقیض لازم آتا ہے (شریفیہ مع رشیدیہ)

قاعدہ مدعی کی دلیل پر تین وجوہ سے معارضہ کیا جاتا ہے (۱) معارضہ بالقلب (۲) معارضہ بالمثل (۳) معارضہ بالغیر۔

قاعدہ مدعی اپنے بالمقابل کو نقض و معارضہ کا جواب منع یا نقض یا معارضہ سے جواب دیگا اس لیے کہ اب یہ سائل ہو گیا ہے اسی لیے اب یہ تینوں اس کے مناسب ہوں گے جیسے یہ تینوں سائل اول یعنی اس کے بالمقابل کے لیے تھے اس کا جواب تغیر الاصل سے ہو یا ایسی تحریر سے ہو کہ ان تینوں میں اس پر کوئی سوال وارد نہ ہو سکے خواہ سائل اول مانع ہو یا ناقض یا معارض خواہ اس کا جواب "تغیر" دعویٰ یا "تغیر" دلیل سے ہو یا "تغیر" مقدمہ ممنوعہ سے اس کی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمرود کے بالمقابل تغیر و دلیل ہے جب کہ اس نے اپنی اُلوہیت کی دلیل احیاء اماتہ کو بنایا لیکن اس نے احیاء و اماتہ کا مفہوم غلط پیش کیا تو آپ نے اپنی دلیل تبدیل کر کے فرمایا" فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فأت بها من المغرب (پ۳)

اللہ تعالیٰ سورج مشرق سے لاتا ہے تو اسے مغرب سے لا کر دکھا"، "فبهت الذی کفر" اس پر وہ کافر (نمرود مبہوت ہو گیا یعنی لاجواب ہو گیا۔

بحث ۲۔ مدعی جب دعویٰ کی دلیل پیش کرے اس کی تعریف کو طرداً توڑنا مثلاً کہا جائے کہ یہ تعریف مانع نہیں۔ اس لیے کہ فلاں فرد محدود کے افراد میں داخل ہے ایسے ہی عکساً مثلاً نہ کہا جائے کہ فلاں فرد محدود کے افراد سے خارج ہے اور مدعی کے بیان کردہ تعریف کا دیگر تعریف سے (جس کا اسے بھی اعتراض ہو) معاوضہ کیا جائے گا۔

قاعدہ جب سائل (بالمقابل) مدعی پر مذکورہ بالا منوع وارد کرے تو مدعی اس کا جواب ایسے طریق سے دے جو سائل کو معلوم ہو مثلاً صحۃ النقل اور اثبات اور تغیر الاصل سے اولیٰ یہی ہے کہ ایسے طریق سے جو سائل کو معلوم ہو اور بعض ایرادات وارد کر کے سائل کو جواب دینے میں مشکل میں ڈال دے اس سے میری مراد منع فی الحدود الحقیقیہ ہے نہ کہ حدود اعتباریہ جیسے (حدود) لفظیہ اس لیے کہ یہ حکم کو متلزم ہیں۔

قاعدہ منوع واردہ علی التعریف والحدود الاصطلاحیہ کو محض نقل یا وجہ استعمال یا بیان ارادہ سے دفع کرے مثلاً کہے ہم نے ظاہری لفظ کا مفہوم مراد نہیں لیا بلکہ ہماری مراد ایک اور معنی سے ہے۔

فائدہ منع و نقض و معاوضہ کو منوع سے تعبیر کرنا استعارہ کے طور پر ہے اور ان کا حقیقی معنی بھی محتمل ہے (شریفیہ و رشیدیہ مع حاشیہ)

بحث ۳۔ لا یجوز طلب التصحیح عنہ النقل والتنبیہ والدلیل علی المعلوم مطلقاً (شریفیہ) مقصد معلوم کے لیے نقل کے وقت تصحیح و تنبیہ و دلیل کی طلب مطلقاً جائز نہیں۔ اسی لیے مناظرہ سے پہلے ہر دونوں ایک

دوسرے سے طے کر لیں کہ کون کون سی کتب اور کن بزرگوں کے اقوال قابل قبول ہوں گے اور وہ کتب اور معتمد علیہ بزرگ کے حوالے فریقین کو مسلم ہوں گے۔ الحمد للہ ہم اہلسنت کو اسلاف صالحین کے حوالہ جات قابل قبول ہوتے ہیں لیکن مخالفین پر افسوس ہے کہ وہ اسلاف صالحین کے بہت سے بزرگوں کو مجدد اور استاد و مرشد[1] ماننے کے باوجود جب حوالے دکھائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہمیں صرف قرآن و حدیث چاہیئے۔ (جب قرآن و حدیث پیش کی تصریحات دکھائی جائے تو پھر وہی عادت بے ڈھنگی ....

آخری فیصلہ اس قاعدہ کی توضیح میں حاشیہ رشیدیہ میں لکھا کہ

اذا لمناظر انما یکون مناظراً اذا کان غرضہ اظہار الصواب واحقاق الحق لان المناظرۃ توجہ المتخاصمین فی النسبۃ بین الشیئین اظہار الصواب ومن المعلوم ان طلب صحۃ النقل اذا کانت معلومۃ الیٰ ان قال اذا کانت صحۃ معلوما ینفی ذالک الغرض اصلا فلا یعد مناظراً فی الاصطلاح

(فافہم)

---

[1] دیوبندی بریلوی نزاع کا حل آسان ہے اس لیے کہ جانبین امام ربانی سیدنا احمد سرہندی قدس سرہ کو مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو امام اور شاہ عبدالعزیز و شاہ عبدالحق محدث دہلوی کو مسلم امام و استاذ اور حاجی امداد اللہ فضلائے دیوبند کے مرشد اور علمائے بریلوی کے مسلم بزرگ ہیں انکی تصانیف صحیحہ کو حکم بنایا جائے حضرت مولانا عبدالستار نیازی مدظلہ نے یہی فارمولا پیش کر کے دیوبندیوں اور بریلویوں کو عام دعوت پیش کی اور اخبارات میں بار بار اعلان شائع کیا بریلوی علمائے نے فوراً لبیک پکار دی اور فضلائے دیوبند تاحال نہ صرف خاموش بلکہ منکر ہیں۔

قاعدہ حوالہ صحیح دکھانے کے بعد کوئی کہے کہ ہمیں قرآن و حدیث کی تصریح چاہیئے یہ اس مناظرہ کی ہار کی دلیل ہے اس کے بعد صدر مناظرہ کو اعلان کرنا ہوگا کہ حوالہ نہ ماننے والا ہار گیا (فائدہ) دور حاضرہ میں دھوکہ عام ہے حوالہ کی خوب جانچ پڑتال کرنی چاہیئے اور سیاق و سباق اور مصنف (اہل حوالہ) کی غرض و غایت کی تحقیق کے بعد فیصلہ ہو عجلت میں فیصلہ یا اعلان ہار جیت نہ ہو۔

قاعدہ کسی کی فریق کی دلیل کے بطلان سے اس کا دعویٰ باطل نہ ہو جائے گا کیونکہ ایک دعویٰ کی نہ صرف ایک دلیل ہوتی ہے بلکہ مختلف دلائل ہوتے ہیں اگر کوئی علی کسی سے دوسری دلیل قائم نہیں کر سکتا تو اس کی اپنی کمی ہے (فائدہ) معلل (مدعی) کی اگر دلیل باطل ہو جائے تو اسے اب تقصیر کے بغیر چارہ نہیں (رشید) اب وہ دعویٰ کے اثبات میں کوئی مضبوط چارہ اختیار کرے۔ (فائدہ) اگر کسی ایک جماعت کوئی مناظرہ ہار جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ واقعی اس کا مذہب ہی باطل ہو گیا کیونکہ ہارنے والا علمی سرمایہ کم رکھتا ہوگا (وفوق کل ذی علم علیم) ہر اہل علم سے بڑھ کر اور اہل علم ہوتا ہے) فلہذا اگر حتمی فیصلہ کرانا ہے تو اس کے جماعت کے سربراہ یا اس کے نمائندہ کو میدان میں اترنا لازمی ہوگا اس ہار جیت کے بعد حتمی فیصلہ ہوگا جیسے مسجد وزیر خاں لاہور میں دیوبندی بریلوی نزاع ختم کرنے پر فیصلہ ہوا کہ علمائے بریلوی کا سربراہ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا ابن امام احمد رضا بریلوی قدس سرہما تشریف لائیں گے اور فضلائے دیوبند سے مولوی اشرف علی تھانوی یا اس کا نمائندہ۔ تاریخ شاہد ہے کہ حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا بریلوی قدس سرہ اپنے اراکین علماء مسلک حق اہلسنت سمیت مسجد وزیر خاں لاہور کے سٹیج پر جلوہ گر ہوئے اور مولوی اشرف علی تھانوی نہ خود آیا نہ نمائندہ بھیجا۔ دیوبندی نے مجبور ہو کر ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کو پیش

کیا لیکن شیر اور گیدڑ والے مقابلہ والی بات ثابت ہوئی جس پر عوامی عدالت سے دیوبندیا
فرقہ کی ہار اور اس کے بطلان عام اعلان کر دیا گیا اس واقعہ کی مکمل تفصیل فقیر کی کتاب
"مناظرے ہی مناظرے" میں ہے۔

بحث ۴ مقدمہ معینہ کا منع ایک دلیل یا زیادہ ہو سکتا ہے جب کہ
کلام کی بنا اسی پر ہو (قاعدہ) معلوم (مقصد) کا منع مطلقاً
ناجائز ہے اور یہی مکابرہ ہے اسی لیے مانع کی کوئی بات ہرگز مسموع نہ ہوگی جیسے
ختم نبوت ایک مقصد واضح اور معلوم ہے اب کوئی اسے ظلی۔ بروزی وغیرہ کی چال چلے
تو اس کی یہ چال مکر و فریب اور دجل ہے۔

قاعدہ وہ بدیہی جس میں کچھ خفا ہے اس پر منع جائز ہے۔ (قاعدہ) کبھی
منع غیر مضر ہوتا ہے اس لیے کہ کسی مقدمہ کا انتفا اپنے اس مطلوب
کو مستلزم ہوتا ہے جس پر اس دلیل سے استدلال کیا گیا ہے جو اس مقدمہ پر وہ موقوف ہے
اس منع کے بعد معلل (مدعی) پر لازم ہے کہ سائل (بالمقابل) کے منع کی تردید کرے یا کہے مقدمہ
ممنوعہ جب فی نفس الامر ثابت ہے تو دلیل کامل ہو گئی اور اگر وہ مقدمہ ثابت نہیں تو
دعویٰ ثابت ہے۔ علی تقدیر عدم ثبوتھا ای نقیضھا (جیسا کہ علم
المنطق میں یہ بحث مشہور ہے کہ کوئی شے ثابت نہیں تو اس کی نقیض تو ثابت ہوئی لازم
ہے یعنی ارتفاع النقیضین وھو ممتنع) (شریفیہ مع حاشیہ رشیدیہ)

قاعدہ مانع (بالمقابل) کو معلل (مدعی) دلیل کی تکمیل تک انتظار بہتر ہے
اس لیے کہ معلل اتمام دلیل کے بعد مقدمہ کو ایسا ثابت کر دکھائے
کہ سائل کو منع کی ضرورت ہی نہ پڑے یہی احسن بلکہ قواعد مناظرہ کے مطابق ہے اس لیے
کہ مدعی کی گفتگو کی تکمیل سے پہلے خلل اندازی فضول بلکہ مناظرہ سے ہارنے کی علامت ہے
اسے حاشیہ رشیدیہ پر مجادلہ سے تعبیر کیا ہے اور آج کل کے مناظروں کا یہی حال ہے

کہ فریق بالمقابل کی گفتگو کے درمیان میں فریق ثانی شور مچانے لگ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ
فریقین کی گفتگو کا ٹائم مقرر کرنا ضروری ہے تاکہ فریق اپنے وقت کے مطابق اپنے دلائل
سمیٹ سکے۔

قاعدہ جو فریق نقض یا معارضہ قائم کر رہا ہے اس میں فریق ثانی کو انتظار
کرنا واجب ہے (شریفیہ)

بحث ۵ مانع (بالمقابل) کی سند صحیح چونکہ مقدمہ کے خفاء کو ملزوم اور
مانع کے منع کو تقویت بخشتی ہے (اگرچہ اس کی ملزومیۃ و تقویۃ صرف
مانع کا اپنا زعم ہے اسی لیے سند صحیح مقدمہ ممنوعہ سے مطلقاً اعم نہ ہو اسی لیے علمائے مناظرہ
نے فرمایا کہ کوئی مقدمہ ایسا نہیں کہ کسی نہ کسی حال میں موجود نہ ہو ورنہ وہ ہر مقدمہ کو اس
سند سے منع جائز ہو جو سوفسطائیہ کا مذہب ہے وہ کہتے ہیں حقائق الاشیاء غیر ثابتہ
(اشیاء کی حقیقتیں ثابت نہیں ہیں) اگر کوئی ایسی سند ہو تو اسے دانشور مکابرہ سے
تعبیر کرتے ہیں۔ جیسے ہمارے دور وہابیہ دیوبندیہ اپنے دعویٰ ثابت کرتے یا ہمارے
دلائل کو کمزور یا باطل قرار دیتے وقت خوارج و اہل ظہور پر (جیسے ابن حزم و داؤد ظاہری)
اور معتزلہ کے ائمہ نام کے حنفی اور ابن تیمیہ و ابن القیم و ابن کثیر وغیرہ وغیرہ کے حوالہ جات پیش
کرتے ہیں

قاعدہ کبھی کسی شے کو تقویۃ سند اور اس کی توضیح کو بصورت دلیل پیش کیا جاتا
ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ یہ کیوں جائز نہیں حالانکہ وہ تو یوں ہے اور یوں مثلاً
وہابی دیوبندی سماع موتیٰ کے انکار میں بعض معتزلہ کے اقوال پیش کرتے ہیں ہم اہلسنت
انہیں ٹھکرا دیتے ہیں کہ انہیں کیوں نہیں مانا جاتا جب کہ وہ بھی حنفی ہیں ایسے ہی آج کل کے
عوام دیوبندیوں کو حنفی سمجھ کر اہلسنت کو کہتے ہیں کہ جب وہ حنفی ہیں تو ان کی بات کیوں
نہیں مانی جاتی تو ہم دونوں کے جواب یہی کہیں گے کہ وہ نام کے حنفی ہیں اور درحقیقت وہ

معتزلہ و خوارج اور دیوبندی محمد بن عبد الوہاب کے پیروکار (تفصیل کے لیے دیکھئے فقیر کی کتاب "ابلیس تا دیوبند"

قاعدہ معلل (مدعی) دعوی میں جب تک دلیل قائم نہ کرے اس سے پہلے سائل (بالمقابل) اس کے مقدمہ (دعوی) معینہ کے منافی قول ثابت نہ کرے اس کے بعد جائز ہے اسے مناقضہ علی سبیل المعارضہ کہا جاتا ہے (شریفیہ مع رشیدیہ)

السند الاخص ہو ان یتحقق المنع انتفاء المقدمہ الممنوعہ وبخلافہما ساتھ انتفاء سند کے جیسے سند کے متحقق ہونے سے مقدمہ متحقق ہو جائے مثلاً مدعی اپنی دلیل میں کہے ہذا انسان اس پر سائل (بالمقابل) کہے میں نہیں مانتا اس لیے کہ وہ تو فرس ہے اس کا فرس کہنا سند اخص ہے عدم کو نہ انسان سے اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ نہ انسان ہو اور نہ فرس ہو بلکہ جماد ہو من غیر عکس وہ یہ کہ سند متحقق ہو مع انتفاء المنع ساتھ معنی مذکور کے۔

مع العکس اعم مطلقاً اور من وجہ۔ اعم مطلقاً جیسے معلل (مدعی اپنی دلیل میں کہے ہذا الانسان بالمقابل میں نہیں مانتا اس لئے کہ ممکن ہے کہ وہ غیر ضاحک بالفعل ہو یہاں عدم الضحک بالفعل سند اعم ہے عدم کو نہ انسان اس لیے کہ جب اس کی عدم انسانیت ثابت ہو گی تو عدم الضحک بالفعل خود بخود ثابت ہو جائے گا بغیر عکس کلی کے اس لیے بعض انسان بالفعل ضاحک نہیں ہوتے اور من وجہ جیسے مدعی اپنی دلیل میں کہے ہذا انسان" بالمقابل کہے میں نہیں مانتا اس لیے کہ ممکن ہے کہ وہ ابیض ہو یہاں سند کو نہ ابیض (اس کا سفید ہونا) من وجہ اعم ہے اس کے عدم کو نہ انسان سے اس لیے کہ اس کا ابیض بھی ہونا اور انسان ہونا دونوں کا پایا جانا ثابت ہو جائے

جیسے رومی ابیض بھی ہے اور انسان بھی یا جیسے سفید ہونا پایا جائے اور انسان نہ ہو جیسے سفید پتھر ایسے ہی انسان ہونا نہ ہو لیکن ابیض ہو جیسے سفید گھوڑا ایسے ہی نہ انسان ہو نہ یا نہ ابیض ہونا جیسے ہاتھی۔

فائدہ السند الاعم درحقیقت کوئی سند نہیں۔

قاعدہ السند المساوی یہ ہے کہ وہ سند و منع ایک دوسرے جدا نہ ہوں ہر دونوں (تحقق و انتفاء) صورتوں میں مثلاً معلل ہذا انسان کو اپنی دلیل کا مقدمہ بنائے تو مانع (بالمقابل) کہے کہ میں نہیں مانتا اس لیے کہ ممکن ہے کہ وہ لا انسان ہو اب وہ انسان ثابت نہ ہو گا تو لازماً انسان ثابت ہو اسی طرح برعکس۔

بحث ۶ "لایسمع النقض من غیر شاہد" شاہد کے بغیر نقض غیر مسموع ہے۔ بخلاف المناقضہ کے کہ وہ شاہد کے بغیر بھی مسموع ہے۔

قاعدہ غیر مدلول میں کبھی دلیل کا اجراء بعینہ نہیں ہوتا

فائدہ بعینہ کا مطلب یہ ہے کہ دلیل دوسری صورت میں پائی جائے لیکن وہ سوائے باعتبار موضوع مطلوب مختلف نہ ہو جب وہ دلیل بحسب الاوسط مختلف ہوئے بایں طور سائل حد اوسط کے مرادف یا ملازم کو اس کے قائم مقام لائے تو دلیل کا اجراء بعینہ نہ ہو گا۔

قاعدہ کبھی شاہد دلالت میں فساد دلیل پر دوسری دلیل کا محتاج ہوتا ہے۔

قاعدہ طرد التعریف اور اس کے عکس میں کبھی قدح کو نقض سے

موسوم کرتے ہیں۔

قاعدہ ۱۔ شاہد کو جریان الدلیل سے منع کے ساتھ دفع کیا جاتا ہے اس صورت میں کہ جب سائل (بالمقابل) اس میں شاہد کے جریان کا دعویٰ کرے

۲۔ اسے تخلف الحکم عن الدلیل سے دفع کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ یہ کہہ کر دفع جاتا ہے کہ اس صورت میں فلاں مانع سے اس کا تخلف عن الحکم ہے

۴۔ اسے یوں دفع کیا جاتا ہے کہ وہ محال کے استلزام کو مانع نہیں یعنی اس سے محال لازم نہیں آیا۔

۵۔ منع الاستحالہ سے یعنی کہا جائے وہ اس سے لازم آتا ہے وہ محال نہیں

مسئلہ جب شوافع نے کہا کہ غیر سبیلین سے جو شے خارج ہو یا ناقض وضو نہیں ہم (احناف) کہیں گے کہ وہ نجس ہے اس لیے کہ انسان کے بدن سے خارج ہوئی ہے جیسے پیشاب اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ کی طرف سے نقض وارد ہو گا کہ وہ خون وغیرہ جو بہتا نہیں وہ بھی تو نجس ہے اور بدن الانسان خارج ہوا لیکن ناقض وضو نہیں ہم اس شاہد کو منع جریان الدلیل سے یوں دفع کریں گے کہ جو خون بہتا نہیں وہ سرے سے نجس ہی نہیں بلکہ یہ تو وہ شے ہے جو ہر چمڑے کے نیچے رطوبت کی شکل میں ہوتی ہے جو جب چمڑا علیحدہ ہوا تو وہ ظاہر ہو گئی (اگر خون ہوتا تو بہتا)

۲۔ تخلف الحکم عن الدلیل سے شاہد کو یوں دفع کریں گے کہ مثال مذکور جیسے امام شافعی رحمہ اللہ نے خون بھی کر نجس کہا ہم کہیں گے وہ نجس ہوتا تو اس جگہ دھونا ضروری ہوتا حالانکہ احناف و شوافع متفق ہیں اس جگہ کا دھونا ضروری نہیں تو علت کے معدوم ہونے سے حکم منعدم ہوا نہ کہ وجود علت سے ا

۳۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے مثال مذکور کی تعلیل پر سوال وارد فرمایا بہتے ہوئے زخم سے

جو شے خارج ہوتی ہے وہ نجس نہیں حالانکہ وہ بھی بدن الانسان سے خارج ہوئی ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ وقت باقی ہے (جیسے فقہ کی کتب میں ہے) ہم اسے یوں دفع کریں گے کہ حکم مذکور دلیل سے متخلف نہیں بلکہ وہ بدستور موجود ہے صرف فی الحال ظاہر نہیں بوجہ مانع کے ورنہ مکلف (زخمی) ادائیگی فرض کی قدرت نہ پاتا اسی لیے خروج وقت کے بعد اسی حدیث کی وجہ سے اس پر وضو فرض ہے نہ کہ صرف خروج وقت سے کیونکہ خروج وقت بالاتفاق حدث (نجس) نہیں اور حکم اس کا مطلق حدث ہونا ہے جو وضو کا موجب ہے نہ اس کا فی الحال وضو کا موجب ہونا ہے جب کہ مانع بھی موجود ہے

۴۔ مدعی دعویٰ کرتا ہے انسان کی حقیقت موجود ہے۔ کیونکہ وہ ایک شے ہے اور قاعدہ ہے کہ حقائق الاشیاء موجودہ (اشیاء کی حقائق موجود ہیں) اس پر سوال وارد ہوتا ہے کہ انسان کی حقیقت کے وجود کے تسلیم سے ایک محال لازم آتا ہے وہ یہ کہ اگر وہ حقیقۃً موجود ہے تو کیا اس کا کوئی وجود بھی ہے یا نہ اگر نہیں تو وجود کے بغیر شے کیسے موجود ہوئی اگر پہلی صورت ہے یعنی اس کا کوئی وجود ہے تو اس کے وجود کی حقیقت میں وہی کلام ہو گا پھر اس کے لیے بھی وہی بات الی غیر نہایۃ یا پھر تسلسل لازم آئے گا اور وہ ہر دونوں محال ہیں ہم اس کو یوں دفع کریں گے کہ یہ استحالہ اس وقت لازم آئے گا جب حقیقت انسان کو وجودیہ (غیر اعتباریہ) مانیں اور تسلسل اعتباریات میں محال نہیں کیونکہ وہ تو انقطاع الاعتبار للعقل سے منقطع ہو جاتا ہے اگر مان لیا جائے کہ اس کا وجود غیر اعتباری مانیں تو بھی محال نہیں اس لیے کہ وہ وجود انسان کا عین ہے۔

۵۔ معتزلہ کے رد میں ہم کہتے ہیں افعال زید و عمرو وغیرہ بما اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہیں کیونکہ وہ افعال عباد میں سے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ افعال العباد کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ فرمایا۔ واللّٰہ خلقکم وما تعملون" اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا اس عقیدہ پر معتزلہ نے اعتراض کیا کہ زنا ایک فعل العبد ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق

میں نہیں کیونکہ وہ ایک قبیح فعل ہے اور خلق القبیح قبیح (قبیح کی تخلیق بھی قبیح ہوگی اور اللہ قبائح سے موصوف ہونا محال ہے ہم اسے یوں دفع کریں گے کہ واقعی زنا قبیح فعل ہے لیکن اس کی تخلیق کو محال کہنا منع ہے۔ ہاں قبیح کا فعل (ارتکاب) قبیح ہے تخلیق و ارتکاب میں فرقیت از کجا تا کجا

بحث ۷

(۱) نفی المدلول[1] من غیر الدلیل مکابرۃ لا تسمع (مشرلفیہ)

دلیل کے بغیر مدلول کی نفی مکابرہ ہے۔ سائل (بالمقابل) کی بات ہرگز ہرگز نہ سنی جائے گی۔ دیوبندیوں۔ وہابیوں کو بالخصوص یہی مرض چمٹا ہوا ہے کہ اہل سنت کے اکثر مشہور عقائد مسائل پر صرف اتنا کہہ دیتے ہیں کہ یہ بدعت ہے یا شرک ہے حالانکہ ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے مؤقف کو قرآن و حدیث کی تصریحات سے ثابت کریں جیسے ہم نے اپنے عقائد و مسائل کو دلائل کی روشنی سے بیان کیا۔

۲- نفی المدلول مع اقامۃ السائل الدلیل علیہ قبل اقامۃ المدعی الدلیل علیہ غصب (مشرلفیہ) سائل کا مدعی کے مدلول کی نفی مع اقامتہ الدلیل قبل اس کے کہ مدعی اپنی دلیل کرے کا نام غصب ہے اور غصب (علم المناظرہ) بالکل غیر مسموع ہے یہی محققین کا مذہب ہے (رشیدیہ)

دور سابق کے سابقین کے متعلق کہنا غیر مفید ہے

غاصبین کی نشاندہی

ہم اپنے زمانہ کے غاصبین کی دھاندلی کا ثبوت پیش کرتے ہیں کہ جب ہم میدان مناظرہ میں پہنچتے ہیں کہ ہمارے حریف پہلے سے ایک لمبی چوڑی تحریر لکھ کر عوام کو سنانا شروع کر دیتے ہیں جس میں ہمارے مسلک کے کوسوں دور بلکہ اس کے ہزاروں منازل خلاف لکھ کر ہم سے اس کے اثبات کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

[1] مدلول سے مدعی (بصیغہ مفعول مراد ہے) (رشیدیہ)

قاعدہ معلل (مدعی) کے مدعی کی دلیل قائم کرنے کے بعد سائل (بالمقابل) کا مدلول (مدعی) کی نفی کا نام معارضہ ہے۔

قاعدہ کیا معارضہ میں بالمقابل کی دلیل تسلیم کر لینی چاہیئے اگرچہ ظاہراً یہی بایں طور کہ اس کی دلیل کا تعرض نہ کیا جائے نہ اثباتاً نہ نفیاً یا نہ پہلا یعنی اشتراط زیادہ مشہور لیکن عدم اشتراط زیادہ ظاہر ہے۔

قاعدہ قطعیات میں معارضہ نقض کی طرف راجع ہے بخلاف نقلیات ظنیہ کے جیسے قیاس فقہی ان میں نقض کی طرف رجوع کی ضرورت نہیں

فائدہ بعض نے کہا وہ معارضہ جس میں نقض ہے اور معارضہ بالقلب ماھیئۃ وحقیقۃ میں متشارک ہیں ان کے درمیان تغاہر اعتباری ہے۔

بحث ۷

وہ حکم جسے مدعی نے دلیل سے بداہتہ بیان کی ہے اس پر معارضہ دلیل سے ہو سکتا ہے مثلاً مدعی کہے کہ یہ حکم بدیہی ہے اس لیے کہ مشاہدات سے ہے اس پر سائل (بالمقابل) کہے کہ ہمارے ہاں ایسی دلیل موجود ہے جو اسی حکم کے خلاف دلالت کرتی ہے (فائدہ) مذکورہ بالا اقسام خمسہ اس میں بھی جاری ہو سکتے ہیں اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ جب بدیہی کا برہان سے معارضہ کیا جائے تو وہ برہان زیادہ حقدار ہے کہ اسی کا اعتبار کیا جائے جیسے دلیل نقلی کہ جب اس کا دلیل عقلی سے معارضہ ہو تو دلیل عقلی قبول کرنے کے لحاظ سے زیادہ حقدار ہے بلکہ جمیع اوقات میں وہی زیادہ معتبر ہے۔ ہاں جب دلیل نقلی قطعی ہو تو پھر عقلی دلیل غیر معتبر ہے کیونکہ قطعی دلیل یا قرآن ہے یا حدیث۔

بحث ۸

کبھی مقدمہ معینہ دلیل سے نقض قائم کیا جاتا ہے مثلاً اس مقدمہ کی دلیل کے فساد پر دلیل قائم کی جائے یا تعارض پیدا کیا جائے۔

مثلاً اس کی دلیل کے خلاف دلیل قائم کی جائے لیکن سب کچھ النقض و معارضہ معلل (مدعی) اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کرنے کے بعد ان ہر دونوں طریقوں کا نام مناقضہ ہے۔

(قاعدہ) مقدمہ پر نقض یوں بھی واقع ہو سکتا ہے کہ اسے ایک حق والے مقدمہ سے ملایا جائے تاکہ ان دونوں کے ملنے سے محال لازم آئے۔

بحث ۹ جب معلل کی غرض تشکیک و مغالطہ ہو تو اس پر ایراد النقض غیر مستحسن ہے کیونکہ اس کی غرض اپنی بات سے حقیقت مطلوب نہیں بلکہ اسے ایقاع الشک مطلوب ہے اس لیے کہ اس کا ایقاع الشک تو نقض و معارضہ کے بعد بھی باقی رہے گا ہاں اس کا مناقضہ مستحسن ہے (قاعدہ) جب تینوں منوع (مناقضہ نقض۔ معارضہ کا اجتماع ہو تو منع (مناقضہ) ان دو باتوں سے زیادہ حقدار ہے اور معارضہ کا حق سب کے بعد ہے بعض نے کہا نقض مناقضہ سے مقدم ہو کیونکہ نقض مناقضہ سے زیادہ قوی ہے ہاں باقی دو معارضہ سے مقدم ہونے میں زیادہ حقدار ہیں۔

ھدایات و فوائد

۱۔ مناظرہ میں جانبین کا علم میں برابر ہونا ضروری ہے (باب مفاعلہ) کا تقاضا ہے کہ جانبین متساوی ہوں (مناظرہ رشیدیہ) (فائدہ) دور حاضرہ کا حال زبوں ہے کہ بڑے

سے آجکل اس طرح کے مناظروں کا بھگانا یوں آسان ہے کہ عوام میں انہیں علمی طور رسوا کیا جائے فقیر نے بار با تجربہ کیا ہے مولوی عبدالشکور دین پوری نے مناظرہ کا چیلنج کیا فقیر میدان مناظرہ (بیٹ ہزاری) میں دوسرے دن حاضر ہوا تو عوام میں خلجان پایا فقیر نے کہا مولوی عبدالشکور تو میرے شاگردوں کے برابر ہے اس پر دین پوری اور عوام دیوبندی سیخ پا ہوئے فقیر نے کہا یہ مسئلہ آسان ہے وہ یہ کہ فقیر "عربی غیر منقوط" ایک صفحہ لکھتا ہے دین پوری ایک صفحہ عربی لکھے بالکل دینپوری مانا اور ایک عربی عبارت دوسرے مولوی سے لکھوائی اس میں بھی ۱۸ غلطیاں ہیں وہ

بڑے دقیق مسائل کے لیے بہت بڑے محققین کے مقابلہ کا چیلنج کر دیتے ہیں اگرچہ چیلنج کنندہ علم سے یکسر خالی ہو لیکن جب میدان میں آئے تو بھاگنے میں آگے ایک مناظر صاحب فقیر کے مقابلہ میں تشریف لائے میں نے کہا "استنجا کا لغوی معنی کیا ہے اور اسے اصطلاحی معنی میں مناسبت کیا ہے اس پر وہ خاموش ہوئے کہ گویا منہ میں زبان نہیں۔

۲۔ میدان مناظرہ میں بارعب جانا چاہیئے بالمقابل اور عوام سے مرعوب نہ ہو معمولی سی لچک سے مناظرہ نہ ہو سکے گا۔ فقیر نے بارہا میدان مناظرہ میں تجربہ کیا ہے چنانچہ عبداللہ شاہ سندھی مناظر سندھ مشہور تھا۔ فقیر ضلع نواب شاہ (سندھ) کے موضع سٹھ ہزار میں حاضر ہوا جب فقیر میدان مناظرہ میں رعب اور گرج دار آواز سے پوچھا تم میں مناظر کون ہے فقیر کے رعب سے عبداللہ شاہ ایسا خوفزدہ ہوا کہ جب بھی فقیر کا نام لیا جاتا تو ڈر کے مارے پانی پانی ہو جاتا۔

۳۔ سمجھنے سے پہلے بحث میں عجلت بہتر نہیں ہے۔

۴۔ بہت سے مواقع دوران مناظرہ سر چکراتا ہے پیاس لگتی ہے لب خشک ہو جاتے ہیں وحشت طاری ہوتی ہے طبیعت منتشر ہو جاتی ہے اسی لیے مناظرہ سے خود کو تیار کر کے لائے

۵۔ گفتگو میں اختصار نہ ہو کر بالمقابل اس سے فائدہ اٹھا کر عوام کو کسی غلطی میں پھنسا لے گا

۶۔ کلام طویل نہ ہو تاکہ بالمقابل عوام میں یہ تاثر نہ دے کہ مناظر وقت کھا کر تنگ کر دیا

۷۔ ایسے جملے (کلام) استعمال نہ کرے جو معانی مختلفہ کا احتمال رکھتے ہوں۔

بھی غیر منقوط نہیں فقیر نے اسی مجلس میں ایک صفحہ غیر منقوط لکھا جب ان کے درجنوں مولوی کے پیش کیا گیا تو انہیں صحیح الفاظ پڑھنے تک نہ آئے فقیر نے عوام کے سامنے دین پوری کا علمی پردہ چاک کیا تو دین پوری دم دبا کر بھاگا اور دوسرے روز علی پور مقدمہ چلا دیا تفصیل فقیر کی کتاب "غیر منقوط" میں دیکھئے۔

۸- بلا مقصد بات مناظرہ میں نہ لائے۔

۹- گفتگو کرنے اور بالمقابل کی بات سننے کے دوران نہ ہنسے۔

۱۰- مذاق، ٹھٹھہ مخول اور گھٹیا گفتگو سے احتراز کرے (آج کل کے مناظرین کا حال بد سے بدتر ہے ایک دفعہ اسماعیل گوجروی اور عبدالستار تونسوی دوران مناظرہ ایسی ناشائستہ گفتگو کی جس سے مجمع نفریں کرتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

۱۱- ایسے بارعب محترم مناظر کے بالمقابل مناظرہ کے لیے نہ اترے جس کی وجاہت سے عوام متاثر ہوں کیونکہ عوام اس کی بات کو ترجیح دیں گے اگرچہ غلط بات بھی کرے۔

۱۲- بالمقابل کو حقیر و معمولی تصور نہ کرے اس لیے کہ کبر و عجب سے کبھی غیر معروف میں مار کھانی پڑتی ہے فقیر نے تونسوی کو اسی عجب و کبر سے پہلے مناظرہ میں ایسا ذلیل کیا کہ تادم زیست فقیر کے نام سے دم دبا کر بھاگتا رہا (تفصیل فقیر کی کتاب "مناظرے ہی مناظرے" میں دیکھئے۔

۱۳- تھوڑے سے وقت میں بالمقابل کو لاجواب کرنے کی کوشش نہ کرے کہ ممکن ہے جلدی میں کوئی کمزور بات منہ سے نکلے جس سے رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو البتہ طبیعت کو قابو میں رکھ کر ٹھوس دلائل قائم کرے تو آج کل یہی قاعدہ بہت کام آتا ہے محدث اعظم پاک رحمہ اللہ۔

استاذی اعظم علامہ سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ عموماً اسی قاعدہ کو استعمال فرماتے آپ کو کسی نے کہا کہ یہ درود تاج وغیرہ بدعت ہیں ان کا پڑھنا گناہ اس لیے حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں آپ نے فرمایا اس دعوی پر کوئی حدیث پڑھیے اس نے پڑھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

؎ عدم عجلت کے فوائد جانبین (دونوں مناظروں) کو ہیں تفصیل مناظرہ رشیدیہ "ولحاشیہ" میں ہے

آپ نے اسے روک کر فرمایا کہ یہ درود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں اس پر وہ لاجواب ہوگیا۔

۱۴- دوران مناظرہ متکبرانہ و متعارضانہ طور بیٹھے تکیہ لگا کر متکبرانہ ٹھاٹھ سے نہ بیٹھے۔

۱۵- پیٹ خالی مناظرہ نہ ہو میدان مناظرہ میں پہنچنے سے پہلے معمولی طور کچھ کھا پی لے اگر ضرورت ہو تو۔

۱۶- پیاسہ بھی نہ بیٹھے پہلے ہی پیاس کر آئے۔

۱۷- دوران مناظرہ پانی نہ مانگے شدید ضرورت پر معمولی طور پی لے تو حرج نہیں۔

۱۸- کھانے سے پیٹ بھر کر میدان میں نہ اترے اس لیے کہ کھانے کا بوجھ گفتگو پر اثر ڈالے گا اسی لیے حضرت علامہ عبدالغفور ہزاری رحمہ اللہ فرمایا کرتے کہ بھوکا شیر خوب گرجتا ہے فلہذا عموماً مناظرہ کے علاوہ بھی عام جلسوں میں کھانا پیٹ بھر کر کھانا تقریر کے لیے مضر ہے۔

۱۹- ایک دلیل کے بعد دوسری طرف نہ بڑھے جب تک مخالف اس کا جواب مکمل نہ دے مناظرہ کو آگے بڑھنے نہ دے حضرت علامہ محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ اسی قاعدہ پر کامیاب رہے فقیر نے علاقہ لودھراں میں غیر مقلد وہابی مولوی اللہ بخش شیخ الحدیث رحمانیہ ملتان کو اسی قانون پر بے بس کر دیا تھا۔

۲۰- مدعی کی تقریر سے آغاز اور اسی کی آخری تقریر پر مناظرہ کا اختتام ہو۔

۲۱- تعیین موضوع، آج یہ بات مفقود ہے مثلاً حاضر و ناظر ہم روحانیت و نورانیت کی بات کرتے ہیں مخالف جسمانیت کی نفی حالانکہ مشہور شعر کا پہلا لفظ ہی مناظرہ کی ہار جیت کا بہترین فیصل ہے۔ ؎

در تناقض ہشت وحدت شرط دان

وحدت موضوع و محمول و مکان

وحدت شرط و اضافت جزو کل قوۃ و فعل است در آخر زمان

تناقض میں آٹھ وحدات شرط ہیں۔

۱۔ وحدۃ موضوع ۲۔ وحدۃ محمول ۳۔ وحدۃ مکان ۴۔ وحدۃ شرط ۵۔ وحدت اضافت ۶۔ وحدۃ جزو کل ۷۔ وحدۃ قوۃ و فعل ۸۔ وحدۃ زمان۔

نوٹ:۔ مخالف کو صرف وحدۃ موضوع منوالی جائے تو بھی مناظرہ کی جیت ہے لیکن کیا کیا جائے جب مناظرہ کا وجود ہی کالعنقا ہو کر اس کی جگہ مجادلہ و مکابرہ نے قدم جما لیے

اوصاف المناظر

(۱) علوم و فنون کی مہارت تامہ خود علمی دھاک بالمقابل کو میدان میں نہیں اترنے دے گی امام اہل سنت مجدد اعظم شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا نام سن کر بد مذاہب میدان میں نہ اتر سکے۔

نوٹ:۔ اگر خاص بدمذہب سے مناظرہ کا پروگرام ہو تو مخالفین کی تصانیف اور ان کے جوابات پر مہارت کاملہ حاصل کرنا لازمی ہے

۲۔ قوت گویائی و قادر الکلامی

۳۔ حاضر جوابی کہ مخالف کا سوال سنتے ہی بلا تامل ایسا جواب دینا کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائے۔ محدث پاکستان استاذی علامہ سردار احمد اور علامہ استاذی احمد سعید شاہ کاظمی اور حضرت علامہ محمد عمر اچھروی اور حضرت علامہ حشمت علی بریلوی حضرت مولانا پیر محمد حاجی شاہ (رحمہم اللہ) حاضر جوابی میں اپنے مثال خود تھے۔

۴۔ پرکشش گفتگو یعنی ایسے پیرایہ میں بالمقابل کی تقریر کا جواب دینا جو عوام کے اذہان میں آسانی سے اتر جائے۔

۵۔ جرأتمند اور دلیری کہ میدان مناظرہ میں یوں محسوس ہو کہ یہاں شیر خداوندی کا جلوہ نما ہو رہا ہے معمولی سی چہرہ پر پژمردگی بھی محسوس نہ ہو۔

۶۔ گرجدار آواز اگرچہ آواز باریک یا جیسی ہو لیکن بولنے میں یوں محسوس ہو کہ شیر گرج رہا ہے آج کے دور میں الٹا اور آسان ہے۔ کہ لاؤڈ اسپیکر آواز کو خود گرجدار بنا دیتا ہے۔

تحفہ اویسیہ

۱۔ مناظرہ میں باوضو ہو کر جائیں۔

۲۔ دوگانہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے میدان میں اتریں۔

۳۔ کسی ولی کامل کی بارگاہ میں حاضری دیں اور انہیں روحانی طور پر معانت کی درخواست کریں، ورنہ کم از کم روانگی کے وقت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو فتح و نصرت کی درخواست کرلیں۔

۴۔ دو آیت قطب لکھ کر اپنے پاس رکھیں۔

۵۔ گفتگو سے پہلے ایک سو ۱۰۰ مرتبہ اغثنی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام اور تین بار درود شریف اور تین بار کلمہ شریف کی ضرب دل پر اول و آخر لگائیں۔ درمیان میں ایک تسبیح پڑھیں یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ حاضر شو" انشاء اللہ ہر میدان میں فتح ہو گی۔

ھذا آخر مارقمہ قلم الفقیر القادری ابی الصالح
محمد فیض احمد الاویسی الرضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان ۴ ربیع الآخر ۱۴۱۲ھ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۱ء

(یوم الاحد بین الصلوٰتین الظہر والعصر)

ختم شد

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

روئداد مناظرہ غازی پور

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی

و

مولوی عبد الستار تونسوی دیوبندی

سید عبدالہادی شاہ صاحب

مفسرِ قرآن
فیضِ ملت
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ کی تصانیف

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور